امام رضاؑ کا تذکرہ صوفیا کی کتابوں میں

تالیف: منصور داداش نژاد
ترجمہ: مولانا ڈاکٹر گلزار احمد خان

اہل تصوف اپنے بزرگوں اور اولیاء کی شرح حال لکھنے کو بہت اہمیت دیتے تھے اور اس طرح سے وہ اپنے مریدوں کو ان کامیاب نمونوں کے ذریعہ صحیح راستہ دکھاتے تھے۔ وہ لوگ تصوف کی بزرگ شخصیتوں کی زندگی کو لوگوں کے لئے بیان کرتے تھے تاکہ ان کو یہ بتا سکیں کہ انہیں کن چیزوں پر اعتقاد رکھنا ہے اور کن اخلاقی قواعد کی پابندی کرنی ہے۔اس طرح کی کتابوں کو اہل تصوف کی اصطلاح میں تاریخ ارشادی کہتے ہیں جن میں بزرگان تصوف کی زندگی سے کچھ سبق آموز کہانیاں بیان کی جاتی ہیں اور یہ کام تیسری صدی ہجری یعنی تصوف کے وجود میں آنے کے فوراً بعد ہی شروع ہو چکا تھا[1]۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں صوفیا نے انبیاء، پیغمبر اسلامؐ، صحابہ اور اہل بیت پیغمبرؐ کی زندگی سے ماخوذ سبق آموز کہانیوں کو اپنی محافل و مجالس میں نقل کرنا شروع کیا اور چوتھی اور پانچویں صدی میں یہ کہانیاں ان کی کتابوں میں داخل ہو گئیں[2]۔

آہستہ آہستہ صوفیا کی تعلیمات جو اس سے پہلے سینہ بہ سینہ نقل ہوتی تھیں، کتابوں میں داخل ہوئیں اور مکتب تصوف وجود میں آیا اور اسی زمانہ سے ائمہ اطہارؑ کے اسمائے گرامی بھی ان کتابوں میں نقل ہوئے۔ صوفیا کی کتابوں میں ساتویں صدی تک امام رضاؑ کا نام بہت ہی مختصر انداز میں آیا ہے لیکن بعد کے ادوار میں زیادہ تفصیل کے ساتھ آپ کا نام ان کتابوں میں تحریر ہوا۔ پہلے کی کتابوں میں امام رضاؑ کی زندگی سے صرف چند سبق آموز نکتے یا کچھ روایتوں کی سند نقل ہوئی ہیں جیسے تہذیب الاسرار خرگوشی[3] (وفات ۴۰۷ ہجری)

۱۔ پورجوادی، نصر اللہ، آسمان جان، ص ۲۲
۲۔ ایضاً
۳۔ خرگوشی، عبدالملک بن محمد، تہذیب الاسرار فی اصول التصوف، ص ۱۹۶

اور طبقات الصوفیہ سلمی (وفات ۴۱۲ ہجری)[1] لیکن بعد کی کتابوں میں جیسے فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا (وفات ۸۲۲)[2] اور شواہد النبوۃ جامی (وفات ۸۹۸ ہجری)[3] میں آپ کی زندگی پر کئی صفحات مختص ہیں۔

ہم اس مقالہ میں اس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں کہ پہلی سات صدیوں میں صوفیا کی کتابوں میں امام رضاؑ کا تذکرہ کس انداز میں ہوا ہے اور سب سے پہلے کس کتاب میں آپ کا نام ملتا ہے۔ قاسم تہرانی نے اپنی کتاب معروف الکرخی تلمیذ الامام الرضاؑ و استاذ العرفاء میں معروف کرخی سے متعلق اس واقعہ کو تفصیل سے پیش کیا ہے اور امام رضاؑ سے کرخی کی ملاقات کو مثبت انداز میں بیان کیا ہے[4]۔ کامل مصطفیٰ شیبی اپنی دو کتاب الصلة بين التصوف و التشيع اور التشيع و التصوف میں معروف کرخی کے اس واقعہ کو تشیع اور تصوف کے درمیان تعلقات کی ایک کڑی مانتے ہیں[5]۔ منوچہر صدوقی سہا نے اپنے مقالہ نسبت سلسله های صوفيه با ائمه اهل البيت میں بزرگان صوفیا اور ائمہ کے مابین تعلقات پر سوال اٹھائے ہیں[6]۔ حسن ذوالفقاری نے اپنے مقالہ معروف کرخی میں کرخی کے واقعہ کا تجزیہ کیا اور اسے قبول نہیں کیا ہے[7]۔

منابع اہل تصوف میں شرح حال امام رضاؑ

ائمہ اطہارؑ کے اقوال و تعلیمات ہمیشہ سے صوفیا کے لئے الہام بخش رہے ہیں اور بعض اقوال تصوف کے قدیم ترین منابع میں منقول ہیں۔ ان کتابوں میں ائمہ اطہارؑ اور بزرگان تصوف کے مابین تعلقات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور امام موسی کاظمؑ اور شقیق بلخی (وفات ۱۹۴ہجری) اور بشر حافی (وفات

۱۔ سلمی، محمد بن حسین، طبقات الصوفیہ، ص ۸۲
۲۔ پارسا، خواجہ محمد، فصل الخطاب، ص ۵۷۷-۵۸۸
۳۔ جامی، نورالدین، عبدالرحمٰن، شواہد النبوۃ، ص ۳۸۰-۳۹۲
۴۔ طہرانی، قاسم، معروف الکرخی تلمیذ الامام الرضاؑ واستاذ العرفاء، ص ۲۴۱-۵۳۲
۵۔ شیبی، کامل مصطفیٰ، تشیع و تصوف تا آغاز سدہ دوازدہم ہجری، ص ۶۷
۶۔ صدوقی، سہا، منوچہر، نسبت سلسلہ ہای صوفیہ با ائمہ اہل البیت، کیہان اندیشہ، شمارہ ۴۹، ص ۱۱
۷۔ ذوالفقاری، حسن، معروف کرخی، ادب و زبان فارسی، بہار ۱۳۸۵، ص ۱۵۶

۲۲۷ہجری) کے مابین تعلقات[۱]۔ اسی طرح کتب صوفیہ میں کرخی اور امام رضاؑ کے تعلقات کو ثابت کرنے کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بہت سی کتابوں میں اس موضوع کو نقل کیا گیا ہے۔ اس طرح کی کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

الف: ایسی کتابیں جن میں سرسری طور پر امام رضاؑ کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایسی کتابوں میں کسی صوفی کے تذکرے کے ضمن میں یا بعض اخلاقی روایتوں کے ضمن میں امام رضاؑ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس طرح کی کتابیں زیادہ تر شروع کی سات صدیوں میں تحریر کی گئی ہیں۔

ب: ایسی کتابیں جن میں تفصیل کے ساتھ آن حضرت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جو ساتویں صدی کے بعد تحریر ہوئی ہیں جیسے عبدالرحمٰن جامی (۸۹۸) کی شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ[۲]۔ اس مقالہ میں صرف شروع کی سات صدیوں میں تحریر کی گئی کتابوں پر نظر ڈالی جائے گی۔ ان کتابوں میں امام رضاؑ کا نام کسی حکایت یا کسی حدیث کے راوی کے عنوان سے نقل ہوا ہے۔ یہاں پر اہل تصوف کی ان کتابوں کی فہرست پیش کی جارہی ہے جن میں امام رضاؑ کا تذکرہ ملتا ہے اور شروع کی سات صدیوں میں تحریر کی گئیں ہیں:

۱. **تہذیب الاسرار**: ابوسعد زاہد (وفات ۴۰۷ ہجری) صوفیوں کے پہلے مؤلف ہیں جنہوں نے اپنی کتاب میں امام رضاؑ کا تذکرہ کیا ہے۔ ابوسعد عبدالملک بن محمد خرگوشی معروف بہ ابوسعد واعظ اور ابوسعد زاہد نیشابور کے شافعی عالم دین تھے[۳]۔

اس سے قبل ابونصر سراج طوسی (۳۷۸) صاحب اللمع فی التصوف، ابوبکر محمد بن ابراہیم کلاباذی (وفات ۳۸۰ہجری) صاحب التعرف لمذهب اهل التصوف اور ابوطالب مکی (وفات ۳۸۶ہجری) صاحب قوت القلوب نے اپنی کتابوں میں بعض ائمہ اطہارؑ کا تذکرہ کیا ہے لیکن کسی نے بھی امام رضاؑ کا تذکرہ نہیں کیا ہے جب کہ امام رضاؑ کا زہد مشہور تھا[۴] لیکن شاید امام رضاؑ کی ولی عہدی کی وجہ سے آپ کا نام نہیں لیا گیا ہے۔

۱۔ الگار، حامد، امام موسی کاظم واخبار اہل تصوف، ص ۴۲-۵۵
۲۔ داداش نژاد، منصور، زندگانی دوازہ امام در کتاب شواہد النبوۃ جامی، ص ۵۱-۶۸
۳۔ شمس، محمد جواد، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، مدخل خرگوشی، ج ۲۲، ص ۳۱۷
۴۔ ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن علی، المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، ج ۱۰، ص ۹۶؛ صدوق، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۱۳۹

خرگوشی نے اپنی کتاب میں دو جگہ پر امام رضاؑ کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلی حکایت آپ کے حمام جانے کی سلسلہ میں ہے جسے اس طرح بیان کیا ہے:

عام طور پر حمام آپ کے لئے خالی کر دیا جاتا تھا۔ ایک دن کوئی شخص حمام میں وارد ہوا لیکن وہ امام کو پہنچانتا نہیں تھا اور حمامی بھی اس وقت موجود نہیں تھا۔ اس نے امام کو امر و نہی کیا اور امام نے بھی وہ کام انجام دئے جو وہ چاہتا تھا۔ حمامی واپس آیا تو اس منظر کو دیکھ کر مارے خوف کے بھاگ گیا۔

خرگوشی اس حکایت کے آخر میں امامؑ سے ایک جملہ نقل کرتا ہے کہ حمامی کو بھاگنا نہیں چاہئے تھا کیونکہ اس کی کوئی غلطی نہیں تھی[۱]۔ خرگوشی نے اس کتاب کے آخری باب میں بھی امام رضاؑ سے ایک روایت نقل کی ہے جسے آپ نے اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے۔

۲. طبقات الصوفیہ: ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی (وفات ۴۱۲ہجری) مفسر صوفیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اولیائے صوفیہ کی شرح حال میں ایک کتاب تحریر کی جسے طبقات الصوفیہ کے نام سے جانا جاتا ہے جس میں امام رضاؑ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ سلمی پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام رضاؑ کے ہاتھوں پر معروف کرخی کے اسلام لانے کی طرف اشارہ کیا ہے[۲]۔ سلمی کے بعد کے مؤلفین نے اس بات کو اسی کتاب سے نقل کیا ہے پر سلمی اپنی کتاب میں معروف کرخی کے بارے تحریر کرتے ہیں کہ وہ امام رضاؑ کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے اور مسلمان ہونے کے بعد آنخضرت کے دربان تھے[۳]۔ امامؑ کی خدمتگزاری کے دوران جب شیعہ آپ سے ملاقات کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ رہے تھے تو آپ کے پہلو پر چوٹ لگی اور اسی چوٹ کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ انہیں بغداد میں دفن کیا گیا[۴]۔

۱۔ تہذیب الاسرار فی اصول التصوف، ص ۱۹۲
۲۔ سلمی، طبقات الصوفیہ، ص ۸۲
۳۔ ایضاً
۴۔ ایضاً

امام رضاؑ کے سلسلہ میں سلمی نے صرف اتنا ہی بیان کیا ہے البتہ اس واقعہ کو سلمی کے بعد کی کتابوں میں بہت اہمیت دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر عطار کی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں بھی اس کو نقل کیا گیا ہے[۱]۔

۳. آداب الصحبۃ: یہ کتاب بھی سلمی کے ذریعہ تحریر کی گئی ہے اور اس میں امام رضاؑ کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے آداب ہم نشینی اور حسن معاشرت کے سلسلہ میں امام رضاؑ سے ایک حدیث نقل کی ہے جسے علی بن مہدی بن صدقہ نے آپ سے روایت کی ہے۔ امامؑ اس حدیث میں باپ کے ذریعہ بیٹے کی مدد کے سلسلہ میں پیغمبر اسلامؐ کا ایک قول نقل کرتے ہیں[۲]۔

سلمی انہیں اسناد کے ذریعہ انسانوں کے ساتھ نیکی کرنے کے سلسلہ میں دو روایت نقل کرتے ہیں[۳]۔ فتوت میں امام صادقؑ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس کی اسناد میں امام رضاؑ کا نام لیا گیا ہے[۴]۔

۴. تفسیر الامام جعفر الصادقؑ: سلمی نے اس کتاب میں بعض روایتوں کو بلاواسطہ امام صادقؑ سے نقل کیا ہے جبکہ دوسری کتابوں میں ان روایات کے سلسلہ اسناد میں امام رضاؑ کا نام بھی ملتا ہے[۵]۔ سلمی نے اس کتاب میں روایتوں کے اسناد کو مکمل طور پر نقل نہیں کیا ہے اور امام رضاؑ اور دوسرے راویوں کا ذکر نہیں کیا ہے[۶]۔

۵. حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیا: ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی (وفات ۴۳۰ ہجری) نے اس کتاب کو زاہدوں اور عابدوں کی شرح حال میں تحریر کیا ہے جس میں ائمہ معصومینؑ کے سوانح حیات بھی منقول ہیں۔ انہوں نے بزرگان صوفیہ کے ذیل میں امام علی بن ابیطالبؑ[۷]، امام حسنؑ[۸]، امام زین العابدینؑ[۹]،

۱۔ عطار نیشاپوری، فرید الدین، تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۶۹-۲۷۳
۲۔ سلمی، محمد بن حسین، مجموعہ آثار السلمی، ج ۲، ص ۱۰۴
۳۔ مجموعہ آثار السلمی
۴۔ ایضاً، ص ۲۷۵
۵۔ بقلی شیرازی، روزبہان، عرائس البیان فی حقائق القرآن، ج ۱، ص ۱۵
۶۔ مجموعہ آثار السلمی، ج ۱، ص ۲۱-۲۳
۷۔ اصفہانی، ابو نعیم احمد بن عبداللہ، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ج ۱، ص ۶۱
۸۔ ایضاً، ج ۲، ص ۳۵
۹۔ ایضاً، ج ۳، ص ۱۳۳

امام محمد باقرؑ [۱] اور امام جعفر صادقؑ [۲] کا تذکرہ کیا ہے۔ مؤلف نے پانچ روایتوں کی اسناد میں امام رضاؑ کا تذکرہ کیا ہے:

- سب سے مشکل کام کے سلسلہ میں احمد بن عامر طائی [۳] (وفات ۲۶۰ ہجری کے بعد) کے ذریعہ منقول ایک روایت [۴]۔
- ابوالصلت ہروی (م ۲۳۶ق) کے ذریعہ حدیث سلسلۃ الذہب
- اخلاص کے بارے میں ایک حدیث [۵]
- سوال کرنے کی تعریف میں پیغمبر اسلامؐ سے مروی ایک حدیث کی سند [۶]
- امام صادقؑ کی شہادت کے سلسلہ میں ایک روایت [۷]
- شرب خمر کی مذمت میں پیغمبر اسلامؐ سے مروی ایک روایت کی سند [۸]

ابو نعیم اصفہانی نے اس کتاب میں معروف کرخی کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا ہے [۹] لیکن امام رضاؑ سے سے ان کی ملاقات کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

۶۔ تاریخ اصبہان: ابو نعیم اصفہانی نے اس کتاب میں ان راویوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے اصفہان کا سفر کیا ہے اور اس ضمن میں تین روایتیں امام رضاؑ سے منقول ہیں: سفر نیشاپور کے دوران ایمان کے سلسلہ

۱۔ حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ص ۱۸۰

۲۔ ایضاً، ۱۹۲

۳۔ ان کی کنیت ابو جعد ہے۔ سنہ ۱۵۷ قمری میں ولادت ہوئی اور سنہ ۲۶۰ تک زندہ تھے۔ امام رضاؑ کے مؤذن تھے۔ شیخ طوسی نے ان کو اصحاب امام رضاؑ میں شمار کیا ہے۔ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب میں ایک باب ان کے لئے مختص کیا ہے۔ (خطیب بغدادی، احمد بن علی، تاریخ بغداد او مدینۃ السلام، ج ۵، ص ۹۶)

۴۔ حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ج ۱، ص ۸۵

۵۔ ایضاً، ج ۳، ص ۱۹۲

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً، ص ۱۹۸

۸۔ ایضاً، ص ۲۰۳

۹۔ ایضاً، ج ۸۸، ص ۳۶۰

میں ایک حدیث[۱]۔انہیں اسناد کے ساتھ روایت محض پر فقاہت کی برتری پر ایک حدیث[۲] اور حسن معاشرت کے سلسلہ میں ایک روایت[۳]۔

اس کتاب میں زیادہ تر شہر اصفہان کی تہذیبی تاریخ اور دینی تہذیب کی ترویج کرنے والی شخصیتوں کا تذکرہ ہے لیکن ابونعیم نے روایات کے انتخاب میں اخلاقی پہلو پر زیادہ توجہ کی ہے، اسی وجہ سے اس کتاب میں امام رضاؑ سے منقول روایات بھی تہذیب وتربیت سے متعلق ہیں۔

۷. **رسالہ قشیریہ**: عبدالکریم قشیری (وفات ۴۶۵ ہجری) نے اس کتاب میں معروف کرخی کی شرح حال میں امام رضاؑ کا تذکرہ کیا ہے[۴]۔ قشیری نے کرخی کو امام رضاؑ کے موالیوں میں سے بتایا ہے اور اپنے استاد ابو علی دقّاق[۵] (وفات ۴۰۵ ہجری) سے نقل کیا ہے کہ کرخی، امام رضاؑ کے ہاتھوں مسلمان ہوا اور اسے امامؑ کا خادم بتایا ہے۔رسالہ قشیریہ میں صرف امام علیؑ، امام زین العابدینؑ اور امام رضاؑ کا مختصر تذکرہ ملتا ہے۔

۸. **کشف المحجوب**: ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری (وفات ۴۶۵ ہجری) کی یہ کتاب فارسی زبان میں اسلامی تصوف کی قدیم کتابوں میں سے ہے جسے دوسرے دانشوروں نے ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس کتاب میں چھٹے امام تک کا تذکرہ موجود ہے[۶]۔ہجویری معروف کرخی کے سوانح حیات کے ذیل میں امام رضاؑ کا تذکرہ کرتا ہے اور معروف کو امامؑ کے متعلقین میں سے بتاتا ہے۔

۹. **طبقات الصوفیہ**: طبقات الصوفیہ خواجہ عبداللہ انصاری (وفات ۴۸۱ ہجری) کی مجالس وعظ ونصیحت کا مجموعہ ہے جس میں انہوں صرف معروف کرخی کے واقعہ کے ضمن میں امام رضاؑ کا تذکرہ کیا ہے اور تین

۱۔ اصفہانی، ابونعیم احمد بن عبداللہ، تاریخ اصبہان، ج ۱، ص ۱۷۴

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً، ج ۲، ص ۲۷۱

۴۔ قشیری، عبدالکریم، الرسالۃ القشیریہ، ص ۴۱

۵۔ حسن بن محمد دقاق معروف بہ ابوعلی دقاق نیشاپور کے بزرگ صوفیوں میں سے تھے۔انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی قشیری سے کی۔ (جامی، عبدالرحمن، نفحات الانس، ص ۳۲۹)

۶۔ ہجویری، ابوالحسن، علی، کشف المحجوب، ص ۸۵-۹۶

نکات یعنی امام کے ہاتھوں کرخی کا اسلام لانا، بارگاہ امام کی دربانی اور امام کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے اژدہام کی وجہ سے ان کی موت کی طرف اشارہ کیا ہے[1] اور حضرت علیؑ سے کچھ باتیں نقل کی ہیں۔

۱۰. کیمیای سعادت: ابوحامد غزالی (وفات ۵۰۵ ہجری) نے کیمیای سعادت میں حمامی کی داستان بیان کی ہے جسے خرگوشی نے نقل کیا ہے[2]۔ دونوں کتابوں میں اس واقعہ کی نقل میں صرف محل وقوع کا فرق ہے۔ خرگوشی نے یہ نہیں بتایا کہ وہ حمام کہاں پر واقع ہے لیکن غزالی نے صراحت کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ یہ واقعہ نیشاپور کا ہے[3]۔ غزالی نے احیاء علوم الدین میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے[4]۔

۱۱. کشف الاسرار: رشید الدین میبدی (وفات ۵۳۰ ہجری) نے اس کتاب کو خواجہ عبداللہ انصاری کی تفسیر کی بنیاد پر ترتیب دی ہے اور چار روایتوں کے نقل میں امام رضاؑ کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک روایت بسم اللہ کے معنی کے سلسلہ میں[5]، دوسری روایت جہاد و شہادت کے ثواب کے لئے[6] اور تیسری روایت حسن خلق کے موضوع[7] پر اور آخری روایت قرائت سورہ زلزل کے ثواب کے بارے میں[8]۔

۱۲. مناقب الابرار و محاسن الاخیار: ابن خمیس موصلی (وفات ۵۵۲ ہجری) شافعی فقیہ اور ابوحامد غزالی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب مناقب میں معروف کرخی اور امام رضاؑ کے تعلقات کے سلسلہ میں پچھلے دانشوروں کی باتوں کو نقل کیا ہے[9]۔

۱۔ انصاری، عبداللہ بن ابی منصور، طبقات الصوفیہ، ص ۳۸
۲۔ غزالی، ابوحامد محمد، کیمیای سعادت، ج ۲، ص ۲۵
۳۔ ایضاً
۴۔ غزالی، ابوحامد محمد، احیاء علوم الدین، ج ۸، ص ۱۲۸
۵۔ میبدی، ابوالفضل، رشید الدین، کشف الاسرار و عدۃ الابرار، ج ۱، ص ۲۸
۶۔ ایضاً، ج ۲، ص ۲۴۸
۷۔ ایضاً، ج ۱۰، ص ۱۸۹
۸۔ ایضاً، ص ۵۷۷
۹۔ موصلی، حسین بن نصر، مناقب الابرار و محاسن الاخیار فی طبقات الصوفیہ، ج ۱، ص ۱۲۰

۱۳. عرائس البیان فی حقائق القرآن: روزبہان بقلی شیرازی (وفات ۶۰۶ہجری) معروف بہ شیخ شطاح شافعی فارس کے عرفا میں سے ہیں۔انہوں نے عرفانی نقطہ نظر کی بنیاد پر تفسیر کے موضوع پر اس کتاب کو تحریر کیا۔ انہوں نے باالواسطہ یا بلاواسطہ اٹھارہ روایتیں امام رضاؑ سے نقل کی ہیں جن کی اسناد امام جعفر صادقؑ تک پہنچتی ہیں۔ ان احادیث کا موضوع تفسیر و تاویل ہے۔ شرح بسم اللہ[۱]، سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۵ میں لفظ بیت کی وضاحت[۲]، سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۸ میں صفا و مروہ کی وضاحت[۳] اور سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۹ میں لا تقتلوا انفسکم کی وضاحت[۴] ان احادیث میں شامل ہیں۔

۱۴. تقسیم الخواطر: شیخ شطاح نے تقسیم الخواطر میں صرف ایک روایت امام رضاؑ سے خلقت رسول خداؐ کے سلسلہ میں نقل کی ہے[۵]۔

۱۵. شمس المعارف الکبریٰ: شیخ احمد بن علی بونی (وفات ۶۲۲ہجری) علوم غریبہ کے مشہور دانشور ہیں جنہوں نے عربی زبان میں ادعیہ، جداوّل، طلسم اور اسمائے اعظم الٰہی کے موضوع پر اس کتاب کو تحریر کیا ہے۔ انہوں نے اسی کتاب میں کسی خلیفہ کے ہاتھوں پر امام رضا کی عدم بیعت کو علم جفر سے مستند کیا ہے۔ انہوں نے اس خلیفہ کا نام نہیں بتایا ہے۔

۱۶. تذکرۃ الاولیاء: شیخ عطار نیشاپوری (وفات ۶۲۷ہجری) کی منثور کتاب ہے جس میں انہوں نے مشائخ صوفیہ کے ۹۷ بزرگوں کا تذکرہ کیا ہے۔ تذکرۃ الاولیا امام جعفر صادقؑ کی شرح حال سے شروع ہوتی ہے۔ عطار نے دو جگہ امام رضاؑ کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلے معروف کرخی کے واقعہ کے ذیل میں آنحضرتؑ کے ہاتھوں ان کا اسلام لانا اور امام کی بارگاہ میں رہتے ہوئے ان کی موت[۶] اور دوسرے سفر نیشاپور کے

۱۔ عرائس البیان فی حقائق القرآن، ص ۱۵
۲۔ ایضاً، ص ۶۲
۳۔ ایضاً، ص ۷۰
۴۔ ایضاً، ص ۲۴۱
۵۔ بقلی شیرازی، روزبہان، تقسیم الخواطر، ص ۱۷۸
۶۔ تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۶۹-۲۷۳

کے دوران حدیث سلسلۃ الذہب[1] کے راوی محمد بن اسلم طوسی (م۲۲۶) کا امام کی صحبت میں رہنا[2]۔
ساتویں صدی کی پہلے پچیس سالوں میں عرفا و صوفیا کی کتابوں میں امام رضاؑ کے بارے میں جو کچھ تحریر تھا اسے ہم نے یہاں بیان کیا۔ ان کتابوں کی مدد سے بعد کی صدیوں میں زیادہ تفصیل کے ساتھ امام رضاؑ کے بارے تحریر کیا گیا اور بہت سارے موضوعات زیر بحث آئے۔
یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ اسلامی دور کی ابتدائی صدیوں میں خراسان تصوف کا ایک بڑا مرکز رہا ہے اور اس علاقہ کے بہت سے زاہد و صوفی مشہور ہوئے ہیں[3] لہٰذا صوفیا کی کتابوں میں امام رضاؑ کے تذکرہ پر زیادہ حیران نہیں ہونا چاہئے۔ خاندان پیامبرؐ سے انتساب کے علاوہ آپ ایسے سجایا اور محاسن کے حامل تھے جن کی بنیاد پر صوفیا نے آپ کا تذکرہ اپنے رجال کے زمرہ میں کیا ہے۔ ہم یہاں پر آپ کی بعض ایسی خصوصیات کی طرف اشارہ کریں گے جن کا تذکرہ صوفیا کی کتابوں میں آیا ہے:

۱. **زہد**: امام رضاؑ زہد اور سادہ زیستی کے لئے خاص و عام میں مشہور تھے۔ مثال کے طور آپ کے بارے میں ملتا ہے کہ:

> ابو الحسن گرمیوں میں ہمیشہ بوریا پر اور سردیوں میں بھونسا کے ایک پرت پر بیٹھتے تھے۔ آپ ہمیشہ موٹا کپڑا پہنتے تھے لیکن جب کسی سے ملنے جاتے تو اپنا سب سے اچھا لباس زیب تن کرتے تھے۔

امامؑ کی زاہدانہ زندگی صرف مدینہ تک محدود نہ تھی بلکہ آپ نے خراسان میں اور مامون کی ولی عہدی کے زمانہ میں بھی اسی طرح زندگی بسر کی۔ امامؑ خراسان میں جب بھی مامون کے ساتھ تنہا ہوتے تو اسے نصیحت کرتے تھے[4]۔ مثلاً روایت میں ملتا ہے:

> ایک روز امام نے دیکھا کہ مامون وضو کر رہا ہے اور غلام اس کے ہاتھ پر پانی ڈال رہا ہے۔

۱۔ شریف القریشی، محمد باقر، حیاۃ الامام رضا، ص ۱۵۷
۲۔ تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۳۸
۳۔ ذبیح اللہ صفا، تاریخ ادبیات در ایران ج ۱، ص ۲۵۵؛ راوندی، مرتضٰی، تاریخ اجتماعی ایران، ج ۸، ص ۲۴۱
۴۔ شیبی، کامل مصطفٰی، ہمبستگی میان تصوف و تشیع، ترجمہ علی اکبر شہابی، ص ۲۳۲

امامؑ نے فرمایا: کسی کو اللہ تعالی کی عبادت میں شریک نہ کرو[۱]۔

امامؑ جب مامون کے ولی عہد بنے تو آپ کے اسی زہد کے پیش نظر بعض لوگوں کو حیرت ہوئی اور انھوں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی[۲]۔ ان سب کے باوجود جب امام نے مامون کی ولی عہدی کو قبول کیا تو حکومت کی طاقت کی طرف توجہ نہیں دی[۳] اور امامؑ کا نماز عید کے لئے روانہ ہونا اس بات کا گواہ ہے[۴]۔

امامؑ کے اسی زہد و سادہ زیستی کی وجہ سے صوفیا نے آپ کا ذکر اپنے سلسلہ اسناد تصوف میں کیا ہے[۵] اور معروف کرخی کو آپ کا شاگرد و مرید مانا ہے[۶]۔

۲. **حسن خلق**: امامؑ کا حسن اخلاق بھی صوفیوں کے لئے کشش کا باعث تھا۔ حمام میں ایک انجان شخص سے امامؑ کے حسن سلوک نے صوفیا کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اسی کے ذریعہ آپ کا نام صوفیا کے تذکروں میں داخل ہوا۔ اس واقعہ نے ساتویں صدی کے صوفیا کو بھی اپنی طرف مجذوب کیا ہے[۷]۔

۳. **علمی جامعیت**: امامؑ کی شخصیت کے سلسلہ میں منقول روایتوں سے آپ کی علمی جامعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مامون نے مختلف مقاصد کے تحت مناظرے کروائے جس سے امامؑ کی علمی جامعیت اور بھی ظاہر ہوئی[۸]۔ امامؑ کی علمی جامعیت کا تعلق صرف زمانہ ولی عہدی سے نہیں ہے بلکہ مدینہ میں بھی یہ بات سب پر ظاہر ہو چکی تھی اور امامؑ نے خود اس بات کا ذکر کیا ہے کہ آپ مسجد نبوی میں سوالوں کے جواب دیتے تھے۔

تصوف کی کتابوں میں منقول بعض روایتوں میں امامؑ کا نام درمیانی راوی کی حیثیت سے نقل ہوا ہے اور بلاواسطہ کوئی بات آپ سے نقل نہیں ہوئی ہے لیکن ایسی روایتوں کی بھی کمی نہیں ہے جن میں آپ کی

۱۔ اصفہانی، ابوالفرج، مقاتل الطالبیین، تحقیق سید احمد صفر، ص ۴۵۶

۲۔ صدوق، ص ۱۳۸

۳۔ شریف القرشی، ج ۱، ص ۳۴

۴۔ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، ج ۲، ص ۲۶۴

۵۔ آملی سید حیدر، جامع الاسرار و منبع الانوار، ص ۲۲۴

۶۔ ہمبستگی میان تصوف و تشیع، ص ۲۳۳، طبقات الصوفیہ، ص ۸۲

۷۔ شبلنجی، مؤمن، نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۳۰۹

۸۔ صدوق، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا ج ۱، ص ۱۵۴-۲۰۴

جامعیت پر اذعان کیا گیا ہے اور بعض باتیں بلاواسطہ آپ سے نقل ہوئی ہیں۔حلیۃ المتقین میں اخلاص کے سلسلہ میں آپ سے منقول روایت اس کا ایک نمونہ ہے[۱]۔

حدیث سلسلۃ الذہب کے ثبت کے دوران محمد بن اسلم طوسی (وفات ۲۲۶ ہجری) جیسے صوفیوں کا وہاں موجود رہنا اور حدیث کی سماعت کے سلسلہ میں ان لوگوں کا شوق اس بات کی تائید کرتا ہے۔

۴. **خراسان میں اماؑم کی موجودگی**: امام رضاؑ کی مرو میں موجودگی اور محمد بن اسلم طوسی جیسے بعض صوفیا کی آپ سے ملاقات اور اسی طرح امام کے مرقد کا نیشابور کے قریب ہونا جو کہ اس زمانہ میں تصوف کا ایک مرکز تھا اور سفر کے دوران مرقد امام کی زیارت اور آپ کی قبر کی مجاورت کی وجہ سے صوفیا نے اپنی کتابوں میں مختصر طور پر سہی امام کے بارے تحریر کیا ہے۔ابن حبان بستی شافعی (م ۳۵۴) امام رضا کی قبر کی زیارت اور پریشانیوں کے حل کے لئے قبر کے پاس دعا کرنے کو مجرب مانا ہے اور انہوں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے۔[۲]

۵. **معروف کرخی کی امام سے ملاقات**: معروف بن فیروزان مشہور بہ معروف کرخی بزرگ صوفی اور ائمہ اور صوفیوں کو جوڑنے والے آخری شخص تھے ۔ان کے بعد ائمہ اور صوفیا میں کسی طرح کے تعلق کا اظہار نہیں ملتا ہے۔ان کی کنیت ابو محفوظ ہے اور وہ داؤد طائی (م ۱۶۵) کے مرید اور سری سقطی (م ۲۵۳) کے استاد ہیں۔ انہوں نے اماؑم کے ہاتھوں اسلام قبول کیا اور ہجویری کے قول کے مطابق اماؑم کی نظر میں بہت عزیز تھے[۳]۔صوفیوں نے ان کے لئے بہت سارے فضائل و کرامات کئے ہیں[۴]۔ سلمی نے اپنی کتاب طبقات الصوفیہ میں پہلی بار معروف کرخی کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے امام رضاؑ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا ہے[۵]۔

۱۔ اصفہانی، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ج ۳، ص ۱۹۲

۲۔ بستی، محمد بن حبان، کتاب الثقات، ج ۸، ص ۹۳؛ کشف المحجوب، ص ۱۴۱

۳۔ کشف المحجوب، ص ۱۴۱

۴۔ تذکرۃ الاولیاء، ص ۲۶۹

۵۔ طبقات الصوفیہ، ص ۸۱

منابع ومآخذ:

- آملی، سید حیدر، جامع الاسرار ومنبع الانوار، مرکز انتشارات علمی وفرہنگی، بیروت، ۱۳۶۸
- ابن جوزی، عبد الرحمٰن بن علی، المنتظم فی تاریخ الامم والملوک ج ۱۰، تحقیق مصطفیٰ عبد القادر عطا ودیگران، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۲ق
- اربلی، علی بن عیسی، کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ، جلد ۲ رضی، قم، ۱۴۲۱ق
- اشرف امامی، علی، امام رضاؑ وجریان تصوف وعرفان، ابعاد شخصیت وزندگی حضرت امام رضاؑ، مرتضی سلمان نژاد، دانشگاہ امام صادقؑ، تہران، ۱۳۹۲
- اصفہانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، تحقیق محمد رضا شفیعی کدکنی، دار ام القراء اللطباعۃ والنشر، بی تا
- اصفہانی، ابوالفرج، مقاتل الطالبین، تحقیق سید احمد صقر، دار المعرفۃ، بیروت، بی تا
- اصفہانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، تاریخ اصبہان (ذکر اخبار اصبہان) ج ا، تحقیق سید کسروی حسن، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ق
- انصاری، عبد اللہ بن ابی منصور، طبقات الصوفیہ، تصحیح محمد سرور مولایی، توس، تہران، ۱۳۶۲
- بستی، محمد بن حبان، کتاب الثقات، جلد ۸، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، ۱۴۰۲ق
- بقلی شیرازی، روزبھان، عرائس البیان فی حقائق القرآن ج ا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۸م
- بونی، احمد بن علی، شمس المعارف الکبری، مؤسسہ النور للمطبوعات، بیروت، ۱۴۲۷ق
- پارسا، خواجہ محمد، فصل الخطاب، تصحیح جلیل مسگر نژاد، مرکز نشر دانشگاہی تہران، ۱۳۸۱
- پورجوادی، نصر اللہ، آسمان جان، فرہنگ معاصر، تہران، ۱۳۹۳
- جامی، نور الدین عبد الرحمٰن، شواھد النبوہ، تصحیح سید حسن امین، میر کسری، تہران، ۱۳۷۹
- حامد، امام موسی کاظمؑ واخبار اہل تصوف، معارف، ترجمہ آذر میدخت مشایخ فریدنی، ۱۳۷۲، ش ۲۹ و ۳۰
- خرگوشی، عبد الملک بن محمد، تہذیب الاسرار فی اصول التصوف، تحقیق امام سید محمد علی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۷ق
- داداش نژاد، منصور، زندگانی دوازدہ امامؑ در کتاب شواہد النبوہ جامی، تاریخ وفرہنگ، پاییز وزمستان ۱۳۹۰، ش ۸۷۔

- داداش نژاد، منصور، سیمای دوازدہ امامؑ در میراث مکتوب اہل سنت پژوہشگاہ علوم وفرہنگ اسلامی، قم، ۱۳۹۵
- دھباشی، مہدی ودیگران، تاریخ تصوف ا، سمت، تہران، ۱۳۸۴
- ذو لفقاری حسن، معروف کرخی ادب وزبان فارسی، بہار ۱۳۸۵
- سلمی، محمد بن حسین، طبقات الصوفیہ، تحقیق مصطفیٰ عبدالقادر عا، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۴ق
- سلمی، محمد بن حسین، مجموعہ آثار السلمی، ج ۲، مرکز نشر دانشگاہی، تہران، ۱۳۶۹
- سوری، محمد، تصویر امامان شیعہ در متون زھد وتصوف نخستین نصر اللہ پور جوادی، رسالہ دکتری، دانشکدہ الہیات ومعارف اسلامی، دانشگاہ قم، ۱۳۹۲،
- شبلنجی، مومن، نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختارؐ، شریف رضی، قم
- شریف القرشی، محمد باقر، حیاۃ الامام الرضاؑ، سعید بن جبیرہ، دوم، قم، ۱۳۸۰
- شمس، محمد جواد، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی؛ مدخل خرگوشی، مرکز دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۲۲، تہران
- شیبی، کامل مصطفیٰ، تشیع وتصوف تا آغاز سدہ دوازدہم ہجری، ترجمہ علیرضا ذکاوتی قراگزلو، امیر کبیر، تہران، ۱۳۸۵
- شیبی، کامل مصطفیٰ، ہمبستگی میان تصوف وتشیع، ترجمہ علی اکبر شہابی، دانشگاہ تہران، تہران، ۱۳۵۴
- صدوق، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ ج ۲، تہران، ۱۳۷۸
- صدوقی سہا، منوچہر، (نسبت سلسلہ ہا صوفیہ با ائمہ آل البیتؑ) کیہان اندیشہ، مرداد وشہریور ۱۳۷۲
- طہرانی، قاسم، معروف الکرخی تلمیذ الامام الرضاؑ واستاد العرفاء، دار المحجۃ البیضاء، بیروت، ۱۴۲۳ق
- عطار نیشاپوری، فرید، الدین، تذکرۃ الاولیاء ج ا، تصحیح رینولد آلین نیکلسون، لیدن مطبعہ لیدن، ۱۹۰۵
- غزالی، ابو حامد محمد، کیمیای سعادت جلد ۲، تحقیق حسین خدیوجم، انتشارات علمی وفرہنگی، تہران، ۱۳۸۳
- غزالی، ابو حامد محمد، احیاء علوم الدین، جلد ۲ تحقیق عبد الرحیم بن حسین حافظ عراقی، دار الکتاب العربی، بیروت

❖ فروزان فر، بدیع الزمان، مقدمہ رسالہ قشیریہ، ترجمہ ابو علی عثمانی، نشر علمی فرہنگی، تہران، ۱۳۷۴
❖ قشیری، عبدالکریم، الرسالۃ القشیرہ، تحقیق عبدالحلیم محمود و دیگران، بیدار، قم، ۱۳۷۴
❖ موصلی، حسین بن نصر، مناقب الابرار و محاسن الاخیار فی طبقات الصوفیہ جلد ا، تحقیق سعید عبد التاح، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۷ق
❖ میبدی، ابوالفضل رشید الدین، کشف الاسرار وعدۃ الابرار، جلدا تحقیق علی اصغر حکمت، امیر کبیر، تہران، ۱۳۷۱
❖ ہجویری، ابوالحسن علی، کشف المحجوب، تحقیق ژوکوف فسکی و دیگران، طہوری، تہران، ۱۳۷۵